رجسٹرڈ نمبر ال ۲۰۳۷

منشی مشکور علی علوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیماں خوشتر　　خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد　　می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

کاکوری اخبار
پانزدہ روزہ

جلد ۹ | کاکوری، شنبہ ۱۶ مئی سنہ ۴۲ء مطابق ۲۹ ربیع الثانی سنہ ۶۱ھ | نمبر ۲

ادبیات

تعارف: یہ نظم مولوی اعجاز حسین اعجاز مرحوم کی نواسی وحید فاطمہ نسیم بنت شمع اعجازی کی ہے مرحوم کے کوئی اولاد نرینہ نہیں تھی۔ جو اُن کے ملکۂ شاعری سے فیضیاب ہوتی۔ لیکن خدا نے نانا کے ذوق سخن کا کچھ حصہ نواسی کو عطا فرمایا ہے۔ مرحوم اُس زمانہ کی پیداوار تھے جب غزل ہی شعر و ادب کی جان سمجھی جاتی تھی۔ یہ اس زمانہ کی پیداوار ہے جبکہ دنیا کی نظریں بڈھوں۔ جوانوں۔ عورتوں حتیٰ کہ بچوں کو بھی ڈھونڈتی ہیں۔

بچے کمسنی کے حدود سے باہر بھی نہیں نکلتے کہ فکر فردا کسی نہ کسی عنوان سے اُن کو پیدا ہو جاتی ہے۔ انہیں کبھی ماضی کی خوشگوار یادیں کانٹے کی طرح کھٹکتی ہیں اور کبھی دکھ بھرے انسانوں کی حالت خون کے آنسو رلاتی ہے۔ یہی تاثرات زیادہ شدید ہو جاتے ہیں تو شعر کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی سال وحید فاطمہ نسیم نے میٹرک کا امتحان دیا ہے ہم خداوند عالم سے دست بدعا ہیں کہ آئندہ ترقیاں مرحمت فرمائے اور نسیم اپنے نانا کی طرح شعر و ادب میں نمایاں حیثیت حاصل کریں۔ آمین ثم آمین۔

(مبین احمد علوی)

بچپن کی یاد

بچپن کا آہ کیا رنگین تھا زمانہ　　رونے کو ڈھونڈھتے تھے ہم جا بجا بہانہ
تھی فکر جب نہ کوئی نہ مدرسہ کو جانا　　رونا کبھی تھا ہنسنا تُتلی زباں میں گانا
ملجائے مجھکو واپس پروردگار بچپن

ہنسنا کبھی خوشی سے رو کر کبھی بگڑنا　　رہ رہ کے پھر اُبھرنا گر گر کے پھر سنبھلنا
اک بات پر ذرا سی پہروں کبھی مچلنا　　پھر پا کے اک کھلونا فوراً اگر بہلنا
ہر ایک ادا پہ تیری آتا ہے پیار بچپن

بھولی تھیں وہ کتنی بچپن کی وہ نگاہیں　　شاداب تھیں فضائیں معصوم تھیں ادائیں
کچھ فکر تھی نہ ہمکو بادل ہو یا گھٹائیں　　لیتی تھی زندگانی بچپن تیری بلائیں
کیوں ختم تو نے کر دی اپنی بہار بچپن!

جی چاہتا ہے ہم پھر اس زندگی کو پائیں　　دنیا کے جھنجھٹوں کو اک بار بھول جائیں
جنہیں سکون نہیں ہو ویسے گھروندے بنائیں　　مٹی کا اک گھروندا چھوٹا سا پھر بنائیں
ملجائے ہمکو یا رب پھر اک بار بچپن

بچپن تیرا زمانہ کیسا تھا وہ سہانا　　ایک خواب تھا سنہرا رنگین تھا فسانہ
آ جائے پھر وہ بچپن پلٹے اگر زمانہ　　اس پر سے میں لٹا دوں قارون کا خزانہ
میں ساری عمر کر دوں تجھ پر نثار بچپن

کیسا تھا وہ زریں عہد قدیم بچپن　　کیا خوب تھا جو رہتا دائم مقیم بچپن
کس ناز سے گذارا ہم نے نسیم بچپن　　پھر کر دے ہمکو واپس رب کریم بچپن
رہتا سدا ہمارا پروردگار بچپن

"نسیم"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۹ | ۱۶ رمئی سنہ ۴۲ء | نمبر ۲

عرس پر طائرانہ نظر

حضرت شاہ محمد کاظم قلندرؒ کا ایکسو چالیسواں عرس ۶، ۷، ۸ مئی ۲۰، ۲۱، ۲۲ ربیع الثانی سنہ ۶۱ھ جمعرات کے دن سے شروع ہو کر سنیچر کو قریب نماز عصر ختم ہوا۔ تین دن خوب چل پہل رہی اور روحانی فیوض حاصل کرنے والوں نے نہ معلوم کیا کچھ حاصل کیا۔ ان محافل میں اہل دل حضرات کو کتنا ذوق و لطف آیا۔ خواص کو روحانی منافع نصیب ہوئے علاوہ عوام نے بھی بر آری حاجات و عقدہ کشائی مہمات کی نعمتیں حاصل کیں۔ بحمد اللہ یہ عظیم یادگار بخیر و خوبی ختم ہوئی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس سال میلہ کا بازار سرد تھا حتیٰ کہ کاکوری خاص کے پیشہ ور اور دوکاندار جو عرس کے لئے ہفتوں پہلے سے انتظام کیا کرتے تھے اس بار عرس میں اپنی دوکانیں نہیں لائے۔ اس کے اسباب کیا ہیں؟ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اب یہ نہ صرف منتظمین میلہ و عرس کے دیکھنے کی چیز ہے بلکہ تمام اہل وطن کو اس پر غور کرنا ہے کہ قصبہ کی یہ عظیم اور قدیم یادگار کے انحطاط کے اسباب کیا ہیں کیونکہ جیسا ہم نے سال گذشتہ اپنے اہل وطن کو توجہ دلاتے ہوئے لکھا تھا کہ یہ میلہ کسی فرد واحد کا نہیں بلکہ تمام اہل وطن کا ہے۔ اور اسمیں دلچسپی لینا ہر اہل قصبہ پر فرض ہے۔ کیونکہ اتنے بڑے اجتماع میں دولت کی نقل و حرکت سے خاصا نفع اہل وطن کو پہونچتا ہے جبکہ دور دور سے رؤسا و امرا۔ مشائخ و فقرا آتے ہیں اور جوار کے قصبات و دیہات سے حاجتمندوں اور تماشائیوں کے غول جمع ہوتے ہیں۔

کاکوری کا عرس اہل وطن کے لئے اس وجہ سے بھی نعمت غیر مترقبہ کہے جانے کا مستحق ہے کہ اس موقع پر ہمارے بہت سے دور افتادہ بھائی وطن آتے ہیں اور اُن سے یکجائی کا لطف حاصل ہوتا ہے۔ تبادلۂ خیالات کے ساتھ ساتھ قصبہ کی فلاح و بہبود کے متعلق غور و فکر اور سوچنے سمجھنے کا اچھا موقع ملتا ہے۔ اگر جاری بے توجہی اور لاپرواہی سے اس عظیم یادگار کو خدانخواستہ زوال ہوا تو تمام اہل قصبہ کیلئے انتہائی شرمناک واقعہ ہوگا۔

سال گذشتہ تو یہ کہا گیا تھا کہ لکھنؤ کی افسوسناک کشمکش کی بنا پر اور بہرائچ کے عظیم الشان میلہ کی تاریخوں سے تصادم ہونے کی وجہ سے بازار سرد رہا، لیکن امسال تو یہ صورتیں نہ تھیں۔ مگر خاص کاکوری کے دوکاندار بھی میلہ میں نہیں آئے۔ ایسی میلہ کو دیکھ کر ہمارے دل پر جو چوٹ لگی اس کو ہم الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔ ساتھ ہی سب سے زیادہ افسوس اس کا ہے کہ ہم نے سال گذشتہ جن اصلاحات کی جانب منتظمان عرس کو مخلصانہ توجہ دلائی تھی وہ گذارشیں صدا بصحرا ثابت ہوئیں اور منتظمین عرس نے ان اصلاحات کی جانب ذرّہ بھی توجہ مبذول نہیں کی۔ ہم نے دلی رنج و افسوس کے ساتھ لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ "اب یہ عرس معمولی میلہ ہو گیا اور مجمع عوام میں مردوں کی تعداد سے کئی گنا زیادہ عورتیں ہوتی ہیں" افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کاکوری کی محافل و مجالس جسقدر اپنی صفائی و ستھرائی کے لئے دور دور مشہور تھیں اس پر حرف آنے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ کیا ہم منتظمین سے یہ سوال کرنے کی جسارت کر سکتے ہیں کہ جو مناظر اب دیکھنے میں آتے ہیں وہ دس پانچ سال پہلے بھی دیکھے جاتے تھے؟

جن باتوں کو ہم دوسرے مقامات کے اعراس کے لئے اچھا نہیں سمجھتے وہ ہمارے قصبہ کے عرس میں بھی نہ ہونا چاہئے۔

ہم سے ایک دور دراز کے آنیوالے صاحب نے بیان کیا کہ "ہم اپنے احباب سے اپنے قصبہ کے متعلق گفتگو کرتے وقت فخریہ یہ کہا کرتے تھے کہ کاکوری کے عرسوں کی یہ خاص خصوصیت ہے کہ وہاں عورتیں بہت کم تعداد میں ہوتی ہیں اور طوائفین تو بالکل نظر نہیں آتیں۔ لیکن اتفاقی طور پر ان صاحب کے دو احباب کاکوری ریلوے اسٹیشن سے گذرتے وقت ایک دن کے لئے یہاں ٹھہرے اور میلہ کو دیکھا مجلسوں میں شریک ہوئے۔ اخلاقاً اُنھوں نے زیادہ تو نہیں کہا لیکن اتنا ضرور بول گئے کہ فی زمانہ قدیم روایات کا قائم رکھنا بہت مشکل ہے۔" وہ صاحب بیان کرتے تھے کہ "یہاں خواص کا کم اور عوام کا زیادہ اُنہیں بھی عورتوں کی تعداد غالب دیکھ کر مجھکو یوں ہی

کیا کم شرمندگی ہوئی تھی کہ اُنکے مذکورۃ الصدر الفاظ سے گھڑوں پانی پڑ گیا"۔

ایک صاحب نے یہ بھی اعتراض کیا کہ مجالس سماع میں عین محفل کے چبوترہ پر برقع و غیر برقع پوش عورتیں موجود تھیں۔

ان واقعات کے بیان کرنے سے ہمارا مقصود تنقیص نہیں بلکہ اصلاح ہے۔ جہانتک انتظامات عرس کا تعلق ہے اس کی ذمہ داری منتظمان کے سر ہے مگر سلسلہ کو فروغ دینے اور اس کی عظمت و شان بڑھانے کی ذمہ داری تمام اہل کاکوری پر ہے۔ ہم نے جو کچھ لکھا ہے اُس کو دُکھے دل کی ایک آہ سمجھا جائیگا اور خلوص دل سے نکلے ہوئے الفاظ پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ہمارے اہل وطن زحمت گوارہ فرمائینگے۔

اس مرتبہ دوران عرس میں خاکسار اڈیٹر کی تحریک پر سید خورشید علی نقلنے ایک غیر طرحی مشاعرہ کا انتظام کیا تھا جو بہت کامیاب رہا۔ تین گرس بھی اس سال عرس میں آئے تھے۔ جن کو قبرستان کے پاس جگہ دی گئی تھی۔ مجمع کثیر تھا اور لنگر کی تقسیم میں بوجہ گرانی غیر معمولی مصارف ہوئے۔

موت

(از غلام احمد علوی عفا فرقت بی۔ اے کاکوروی)

(۱) کیا کہوں گردشِ تقدیر یہاں لے آئی
بختِ برگشتہ کی تحریر یہاں لے آئی
میری اک لغزشِ تقصیر یہاں لے آئی
اپنی تقصیروں پہ دو اشک بہا لوں تو چلوں

(۲) ایسے غم خانہ میں میرے لئے راحت کیا تھی
مجھکو اس دہر میں آنے کی ضرورت کیا تھی
میری نظروں میں اس ہستی کی حقیقت کیا تھی
اپنے آنے کی خجالت کو مٹا لوں تو چلوں

(۳) آگئی ہیں میری وفائیں مجھے رخصت کرنے
آئی ہیں غم کی گھٹائیں مجھے رخصت کرنے
آئی ہیں ساری فضائیں مجھے رخصت کرنے
اپنے ہر درد کو سینہ سے لگا لوں تو چلوں

(۴) میں وہ ہوں جس کا گذر بارگہِ ناز میں تھا
ایک اعجاز میری قوتِ پرواز میں تھا
رازِ کُن بھی مری تخلیق کے اک راز میں تھا
اپنی سوئی ہوئی قسمت کو جگا لوں تو چلوں

(۵) یہ وہ بستی ہے جہاں کوئی بھی دمساز نہیں
ہمنوا کوئی نہیں کوئی ہم آواز نہیں
نام ہی نام ہے یہ بارگہِ ناز نہیں
داستانِ غمِ فرقت کو سنا لوں تو چلوں

(۶) اس جگر تنگ نگاہی کے سوا کچھ بھی نہیں
اپنی ناکردہ گناہی کے سوا کچھ بھی نہیں
اک تباہی ہے تباہی کے سوا کچھ بھی نہیں
اپنے ماتھے کی سیاہی کو مٹا لوں تو چلوں

(۷) میری ہستی میں کوئی کیف نہیں آب نہیں
سازِ خاموش ہے جس کا کوئی مضراب نہیں
سننے والوں میں مرے ضبط کی اب تاب نہیں
ابھی چلتا ہوں ذرا ہوش میں آلوں تو چلوں

(۸) مجھکو ڈر ہے کہیں قدرت پہ نہ حرف آجائے
مرے باعث کہیں خلقت پہ نہ حرف آجائے
دہر کے حرف و حکایت پہ نہ حرف آجائے
اپنے انجام کو دنیا سے چھپا لوں تو چلوں

(۹) مجھکو بے مہریِ عالم پہ ہنسی آتی ہے
اس کے ہر رنج پہ ہر غم پہ ہنسی آتی ہے
اور پھر دیدۂ پُرنم پہ ہنسی آتی ہے
مضحکہ اس غمِ ہستی کا اڑا لوں تو چلوں

(۱۰) منکشف آج ہوا جاتا ہے رازِ ہستی
خود ہی خاموش ہوا جاتا ہے سازِ ہستی
ہوئی جاتی ہے قضا آج نمازِ ہستی
پاسبانِ درِ رحمت کو جگا لوں تو چلوں

(۱۱) متغیر ہوئی جاتی ہے جو حالت میری
مشقِ نظارۂ احباب ہے صورت میری

اک قیامت ہے دمِ نزع عیادت تیری
شورشِ دہر سے دامن کو چھڑا لوں تو چلوں

(۲) لے مرے نطق ٹھہر جا ابھی خاموش نہ ہو
بادۂ شوقِ ملاقات میں مدہوش نہ ہو
میرے ماتم میں مرے غم میں سیہ پوش نہ ہو
شمعِ ناکامیٔ عالم کو بجھا لوں تو چلوں

(۳) آج دیوانہ بھی خاموش ہوا جاتا ہے
سارا ویرانہ بھی خاموش ہوا جاتا ہے
اب تو غم خانہ بھی خاموش ہوا جاتا ہے
پاسبانِ درِ زنداں کو منا لوں تو چلوں

جنگ کا بتیسواں مہینہ

سر اسٹفورڈ کرپس آئے بھی اور چلے بھی گئے۔ ہندوستان کی سیاسی گتھی سلجھی بھی اور الجھی بھی۔ مد و جزر کے تماشہ دیکھے گئے اور سنے بھی گئے۔ جمود میں حرکت ہوئی۔ برکت کی آس بندھی لیکن طوفانی سمندر نے آخر کار بے بس ناخداؤں کے حوصلے پست کر دیئے۔ آندھی چلی پانی آیا۔ گرد و غبار اٹھا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے وہی ہوا جس کی طرف سے ہمیشہ سے خطرہ لاحق تھا یعنی سیاسی رسہ کشی سے آزاد کا گھوڑا گوپال جاری کے ٹٹو سے بازی لے گیا۔ مسلم لیگی ادھا دھا بھائی جھگڑے کے آڑے آیا۔ اور مادرِ وطن کی قومی بساط پر اسپ و شتر و فیل نے اپنی اپنی چالوں سے بازی کو قائم کر دیا——!! کرپس کی ناکامی کی ذمہ داری کس پر ہے۔ اس کا اظہار بے سود ہے۔ دیکھنے والی آنکھیں اور سمجھ رکھنے والے لوگ خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ نتیجہ ضرور ہوا کہ مادرِ وطن کے ہونہار سپوتوں میں پاکستانی و کفرستانی مسئلہ سے "زیادہ دلچسپی" پیدا ہو گئی۔ سیاہ جھنڈیوں کے دل سوز مناظر سے ہند ماتا کا سینہ چھلنی ہوا۔ دل خراش نالوں نے دور دراز مالک کے خوابِ راحت کو پریشان کیا۔ سینکڑوں گھروں کے چراغ گل ہونے کا موقعہ بھی قریب آ گیا لیکن حکومت نے اپنی نیک نیتی سے دکھے ہوئے دلوں کو مرہم پہونچانے کے لئے ضروری تدابیر اختیار کرنا شروع کر دیں۔ قابلِ تحسین ہیں وہ خداوندانِ سیاست جنکے چشم و ابرو کے اشارہ پر ہندوستان کی سیاست کا انحصار ہے اور لائقِ مبارکباد ہیں وہ فرزندانِ وطن جو قومی آزادی کی خاطر یگانوں کو بیگانہ بنانے پر آمادہ نظر آ رہے ہیں——!

ہندوستانی بھینی سے نئی دنیا کے رہنے والوں کو بھی تعلق پیدا ہو گیا۔ امن و عافیت کے پیغام بر صلح و آشتی کے دیوتا۔ زرد جواہر کے مالک تحفظ و تعمیر کے مشعل بردار کرنل جانسن نے امریکہ کے رہنے والے مغربی لوگوں کا مشرقی دنیا کے غیر متمدن انسانوں سے رشتۂ اتحاد قائم کرنے کے لئے اپنے اہم پیغام کے ذریعہ ایشیائی قوموں کو امریکن لوگوں کے خلوص کا اطمینان دلایا۔ اور غریب ہندیوں کو یقین دلایا کہ ان کا افلاس امریکن بھائیوں کے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ انکی آزادی اپنی آزادی سے زیادہ عزیز ہے۔ انکے مصائب کے برابر کے شریک ہو کر مشترکہ دشمن کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ دامے درمے سخنے قدمے امداد بھی حاضر ہے۔ امریکن صنعتی وفد ہندوستانی معاشی پستی کو دور کرنے پر آمادہ ہے۔ امریکن سرمایہ بھی انکے قدموں پر نثار ہے۔ امریکن سپاہی بھی جانبازی اور سرفروشی کے لئے تیار ہیں۔ ہوائی۔ بحری اور ارضی کمک سے بھی دریغ نہیں کیا جا سکتا۔ کرۂ ارض کے اتحاد کو برقرار رکھنے اور مظلوموں کو ظالموں کے پنجہ سے نجات دلانے کے لئے فرمانِ اطلانٹک کی تجدید کی گئی۔ مادرِ ہند کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو ساحل پر پہونچانے کے لئے اور محوری شیطانوں کی چشمِ زخم سے محفوظ رکھنے کے لئے مسئلہ دفاع کو بین الاقوامی مجلس کے سپرد کرنیکی تحریک کی جس نے ہندوستان کے نہتے اور بے بس سپاہیوں کے حوصلے بڑھا گئے۔ جان میں جان آئی اور وائسرائے بہادر نے اپنے نشری پیغام میں متحدہ محاذ کے قائم کرنے اور اتحادیوں کے بڑھائے ہوئے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑنے کے لئے دوبارہ تلقین کی——!

ہندوستان کے ساحلی دروازوں پر بمبار طیاروں کی آوازیں سنائی دیں۔ کوکناڈا اور ادر وزنگاپٹم کے بندرگاہوں پر جنگی مصائب کے بادل آ گئے۔ گھنگور گھٹائیں چھا گئیں ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آنے لگی مگر اتحادیوں کی زبردست جنگی تیاریوں نے دشمن کے حوصلے پست کر دیئے۔ کولمبو کے معرکے میں دشمن کو منہ کی کھانی پڑی اور جاپانیوں کو دوبارہ ہندی ساحلوں پر حملہ کی ہمت نہ ہوئی——!!

غداروں کی دغابازی ۔ پہاڑی راستوں کی ناہمواری ۔ خلیج بنگال پر دشمن کا اقتدار اور ہندی رسالوں کو رسد پہونچانیکی دشواریوں کے باوجود سورما چینیوں اور بہادر ہندی فوجوں نے مانسون کی آمد کا انتظار کرانے اور دشمن کو برما کے محاذ پر روکنے کی کوشش کی ۔ دشمن کی فضائی برتری اور مقامی غداروں کی اخلاقی امداد سے اتحادی فوجوں کو سقوط مانڈلے کے بعد اپنے قدیم محفوظ مورچوں پر واپس ہونے پر مجبور ہونا پڑا ۔ اکیاب کے بندرگاہ پر دشمن کا قبضہ ہوگیا ۔ لیکن یہ مقامات رنگون کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے ۔ رنگون سے ہٹنے کے بعد ہی سے اتحادیوں کو برما سے مایوسی ہوچکی تھی ۔ جنگ کے اغراض و مقاصد اور لڑائی کی چالوں کو سمجھنا آسان نہیں ہے ۔ ہماری فوجوں کا تو مقصد صرف یہی تھا کہ دشمن کو اراودی کے کنارے روکا جائے تا آنکہ مانسون شروع ہوجائے قدرتی امداد اتحادیوں کو حاصل اور ہندوستان کی حفاظت قدرتی طور پر آسان ہوجائے ۔ اس میں شک نہیں ہے کہ اتحادی فوجیں آسام اور بنگال کی سرحدوں پر مستحکم مورچے قائم کرچکی ہیں ۔ برما کے ذخائر خوب تباہ ہوچکے ہیں تیل کے چشموں میں آگ کے شعلوں سے مغربی برما کی تاریکی مسلسل روشنی سے دور ہوچکی ہے ۔ لیکن خلیج بنگال میں طوفان اُٹھنے کا زمانہ قریب آگیا ہے ۔ دشمن نے اسی خوف سے جنگی بیڑا بحر ہند سے ہٹا لیا ۔ برما کی فتح اُس کو جنگی پڑی اور اُس نے اپنا رخ ہندوستان کے بجائے چین کی طرف کر دیا ۔ بحرالکاہل میں دوبارہ زندگی کے آثار نظر آرہے ہیں ۔ اتحادی بیڑا سرگرمی دکھلا رہا ہے ۔ دشمن کو زبردست صدمہ پہونچایا جاچکا ہے ۔ فضائی سرگرمی جاری ہے ۔ جاپان کے دارالخلافہ ٹوکیو پر ہوائی حملہ ہو ۔ جاپانیوں کو بھی اپنے گھر میں آگ لگنے کا مزہ چکھنا پڑا ۔ جزائر فلپائن نے امریکن افواج کی ناقابل فراموش شجاعت کے بدولت تاریخ عالم میں اپنے لئے پہلی صف میں جگہ حاصل کرلی ۔ امریکن ہوابازوں نے دشمن کے فضائی اڈوں کو تباہ و برباد کر دیا اور جاپانی بحری ۔ فضائی اور ارضی عساکر کو ہر کز ور نقطہ پر بقول سپہ سالار ہند جنرل واول شدید ترین نقصان پہونچایا ـــــ !!!

یورپ میں برطانوی ہوابازوں نے خونخوار جرمنوں کو اعمال بد کی سزا دی ۔ مغربی جرمنی اور مقبوضہ فرانس کے ساحلی علاقوں پر شبانہ روز بمباری کی ۔ صنعتی مرکزوں کو تباہ کیا ۔ لاوال کی سازشوں کا قلع قمع کر دیا ۔ اور مڈغاسکر پر قبضہ کر کے اتحادیوں کی شاطرانہ چالوں کا ایک ادنیٰ نمونہ دکھا کر دنیا کو یہ بتلا دیا کہ اتحادی حملہ اپنی شدت اور اثر میں کس قدر معنی خیز ہوتا ہے ۔ ہٹلر کے منصوبے خاک میں ملا دیئے گئے ۔ روسی اتحادیوں نے دشمن کو ناقابل تلافی نقصان پہونچایا ۔ لینن گراڈ اور اسمولنسک کے محاذ پر جرمنوں کو شدید ترین مصائب سے دوچار ہونا پڑا ۔ اتحادیوں کی مستعدی جرمنوں کی فوجوں پر بلائے ناگہانی کی طرح مسلط ہوگئی اور ہر ہر جگہ دشمن کو منھ کی کھانی پڑی ۔ سب دعوے غلط ثابت ہوئے ۔ دھمکیوں پر لوگ قہقہہ لگاتے اور دیوانوں کی دیوانگی پر ہنس رہے ہیں ۔ مہذب اور متمدن دنیا انکی شیطنت کا خاتمہ کرنے کے لئے تیار بیٹھی ہے ۔ بحر اوقیانوس کے سمندری فاصلے بدستور اپنی مسافت طے کر رہے ہیں ۔ بحیرہ روم پر آج بھی اتحادی پرچم لہرا رہا ہے ۔ "مسولینی کی جھیل" آج بھی "برطانیہ کی تلیا" بنی ہوئی دشمن کے جہازوں کو جہنم واصل کر رہی ہے ۔ خلیج فارس اور بحیرہ عرب پر اسیطرح جہازرانی ہو رہی ہے جیسی کہ اس کے قبل تھی ۔ عراق و عرب و شام میں اتحادی افواج آج بھی دشمن کو لرزہ براندام کئے ہوئے سد سکندری کی طرح اُسکے راستہ میں حائل ہیں ـــــ !!! کل کیا ہوگا ؟ یہ داستان فردائے شب کے لئے !!! ۔ (تماشائی علوی) ۱۰ مئی ۴۲ء

درس ہدایت

"از تماشائی" مترجمہ ایچ ۔ ایس ۔ نگار عباسی صاحب

(خاص کاکوری اخبار کے لئے)

(۱) ہندوستان کے مشہور بندرگاہ سورت میں ایک قہوہ خانہ تھا ۔ جہاں متعدد مسافر اور غیر ملکی لوگ دنیا کے تمام حصوں کے رہنے والے آتے اور تبادلۂ خیالات کرتے تھے ۔

ایک دن ایک فاضل ایرانی جو دینیات کا عالم تھا اس قہوہ خانے میں آنکلا ۔ یہ ایک ایسا شخص تھا جس نے اپنی تمام عمر مذاہب کا مطالعہ کرنے اور انکے متعلق تصنیف و تالیف میں بسر کر دی تھی ۔ اس نے خدا کے متعلق اتنا کچھ پڑھا لکھا اور سوچا تھا کہ آخر میں وہ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا اور ایک سرے سے خدا کا منکر ہوگیا

(بقیہ صفحہ ۲ کالم ۲ پر)

وطن کی خبریں

نوٹ:- اعزاء احباب اور جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گزارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں۔ (ایڈیٹر)

موسم- مطلع صاف رہتا ہے۔ دن کو دھوپ تیز ہوتی ہے اور عموماً دس بجے کے بعد لو چلنے لگتی ہے۔ بعض دن حبس بھی ہو جاتا ہے۔ غنیمت ہے کہ رات گئے کچھ ٹھنڈک ہو جاتی ہے کہ نیند خراب نہیں ہوتی۔ جب ہوا بند ہوتی ہے تو مچھروں کی یورش سے اذیت ہوتی ہے۔

قہر الٰہی- ۷ مئی کو دفعتاً ۶ بجے شام کو آسمان پر کچھ گرد و غبار نظر آیا جس سے گمان آندھی آنے کا ہوا لیکن کڑک و چمک کے ساتھ ژالہ باری شروع ہو گئی اور پاؤ۔ پاؤ، ڈیڑھ۔ ڈیڑھ پاؤ کے اولے گرنا شروع ہو گئے جس کا سلسلہ دس بارہ منٹ تک رہا۔ بعض بعض اولے سیر سوا سیر وزن تک بھی گرنا بیان کیا جاتا ہے۔ اولوں کے بعد خفیف ترشح بھی ہوا تھا۔ بڑے بوڑھوں کا بیان ہے کہ ہمارے ہوش میں اتنے بڑے پتھر کبھی نہیں گرے۔ آم و خربوزہ کو نقصان پہونچا۔ چیل۔ کوے اور دیگر طیور بکثرت مرے۔ گائے۔ بیل۔ بکری بھی شدید مجروح ہوئے اور دو ایک مرے بھی۔ انسانوں کو بھی ضربات آنے کا حال معلوم ہوا ہے۔ سُنا ہے ایک شخص کی آنکھ پھوٹ گئی اور دوسرے کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔

خربوزہ کی فصل اب کی بالکل ضائع ہوئی۔ جو بچے کچے بازار میں آتے ہیں وہ اچھے نہیں ہوتے۔ آم کی فصل اچھی تھی لیکن ژالہ باریوں اور ایک شدید آندھی نے بہت نقصان پہونچایا۔ جو بچ گئے ہیں وہ ابھی ٹپکنا شروع نہیں ہوئے۔ شاید آخر ماہ تک کچھ آم بازاروں میں آنا شروع ہوں۔

آب و ہوا- انفلوانزا و نزلاوی بخار میں اب کچھ کمی سُنی جاتی ہے۔ لیکن میعادی بخار کے واقعات سُننے میں آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

اعراس- حسب اعلان حضرت شاہ محمد کاظم قلندرؒ و حضرت شاہ تراب علی قلندرؒ کے اعراس ۸ لغایتہ ۹ مئی ہوئے۔ محافل سماع کامیاب رہیں۔ اہل دل اور اہل ذوق حضرات نے پورا لطف حاصل کیا۔ موسم سخت تھا۔ لیکن غنیمت ہے کہ ایام اعراس میں لو کی سختی نہ تھی۔ میلہ البتہ بہت ہلکا ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

مشاعرہ- سید خورشید علی بقاؔ نے ۸ و ۹ مئی کی درمیانی شب میں ایک غیر طرحی مشاعرہ کا انتظام کیا تھا جس کا اعلان بذریعہ پوسٹر کر دیا گیا تھا۔ بعد مغرب وطن کے مایہ ناز ادیب الحاج ڈپٹی امیر احمد علوی صاحب، بی۔ اے کی زیر صدارت عرس کے مقام پر قاضی راشد علیخاں عباسی، بی۔ اے رئیس اعظم کے کیمپ میں مشاعرہ شروع ہوا۔ مقامی اور ملیح آباد کے متعدد شعراء کے علاوہ حسب ذیل حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جناب شوکت تھانوی۔ جناب فیاض شاہ آبادی۔ جناب اسعدؔ فرنگی محلی (لکھنؤ)۔ بقاؔ صاحب نے اپنی غزل سے ابتدا کی۔ یہ دلچسپ صحبت دو گھنٹہ نہایت پر لطف اور دلچسپی سے گزری۔ مشاعرہ ہر حیثیت سے بہت کامیاب رہا کیا بلحاظ اجتماع اور کیا بلحاظ شرکت شعراء۔ بقاؔ صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے۔ اسبار کی حوصلہ افزائی سے اُمید ہے کہ بقاؔ صاحب آئندہ اور وسیع پیمانہ پر اس قسم کا انتظام کرینگے۔ جو ایسے عرس کے موقع پر بہت مناسب و موزوں ہے۔

ولادت- (۱) ابھی اطلاع ملی ہے کہ اوّل ہفتہ اپریل ۴۲ء میں خواجہ عزیز احمد علوی (محلہ کٹرہ) کے گھر میں بچّی تولد ہوئی۔ خدا کرے مولود کی عمر دراز ہو اور صاحب اقبال ہو۔ (۲) حیدرآباد سے اطلاع آئی تھی کہ ۲۰ اپریل ۴۲ء کو مولوی غازی الدین احمد (مولوی محلہ) کے یہاں بمقام حیدرآباد فرزند تولد ہوا۔ اللہ تعالیٰ درازی عمر کے ساتھ بچہ کو اقبالمند کرے۔

معاودت وطن- حسب ذیل حضرات بسلسلہ تعطیلات گرما اور شرکت عرس وطن آئے۔ منشی خلیق احمد علوی، ایم۔ ایس۔ سی، بمبئی سے۔ خان صاحب الحاج انعام علی عباسی، و سید منظور علی عباسی و سید شبیر علی عباسی، آگرہ سے۔ انعام علی و شبیر علی صاحبان واپس گئے۔ حکیم اجتبا علی علوی و منشی عبدالرحمٰن علوی، بی۔ اے، گونڈہ سے۔ منشی عبدالعزیز علوی، قصبہ محمدی سے۔ خانبہادر چودھری نبی احمد، ریاست چرکھاری سے۔ مولوی شمیم الدین علوی حیدرآباد سے، حکیم محمد احمد علوی، مین پوری سے۔ حکیم شبیر علی علوی و منشی اصطفا علی علوی، بی۔ اے و منشی یونس حسن علوی کانپور سے۔ مولوی اجتبا علی عباسی، بنارس سے۔ سید شجاعت علے عباسی، اورنگ آباد سے۔ قاضی اسرار علی عباسی اناؤ سے۔ ماسٹر م

نتائج امتحانات ۔ حسب ذیل طلبہ و طالبات امتحانات میں کامیاب ہوئے باری تعالیٰ مبارک فرمائے :۔ لئیق الدین علوی بی ایس سی (سال اوّل) کمال الدین علوی و علاء الدین کرمانی و حسن کمال عباسی و سید اشفاق رسول بی۔ اے (سال اوّل) اخلاق احمد علوی بی اے محتشم الدین علوی ۔ دلچین پرشاد جہروترا ایس سی۔ ٹی ۔ مس طلعت فاطمہ علویہ و مس حبیب فاطمہ

صحت و سکون ۔ (۱) شیخ محمد ایوب صاحب علوی (گڑھو) کو بفضلہ اب بخار بالکل نہیں ہے۔ البتہ ضعف شدید ہے جو انشاء اللہ بتدریج رفع ہوجائے گا ..... پرہیز ابھی جاری ہے دوا اب موقوف ہوگئی

(۲) منشی محمد نسیم علوی (محلہ گڑھی) جو ڈاکٹر مشتاق احمد کے پاس کانپور بغرض علاج گئے ہوئے ہیں معلوم ہوا ہے کہ اُن کی طبیعت رو باصلاح ہے۔ (۳) بیوہ مولوی مجید الدین مرحوم (قاضی گڑھی) کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ لکھنؤ سے واپس آگئیں ہیں۔ افسوس ہے کہ جو آنکھ قدح ہوئی تھی اور بعض پیچیدگیوں کے وجہ سے بینائی پیدا نہیں ہوئی تھی وہ بدستور ہے اور بینائی باوجود کوشش کے نہیں ہوئی۔

علالتیں ۔ (۱) منشی جواد علوی (محلہ قصبہ) کو مسہلوں کے بعد جو کمزوری و نقاہت پیدا ہوگئی تھی وہ ابھی تک رفع نہیں ہوئی ہے بلا اعانت نقل و حرکت میں دشواری ہوتی ہے۔ ضعف کے باعث اور شدید گرمی کی وجہ سے اختلاجی شکایت بھی کبھی کبھی ہوجاتی ہے۔ البتہ اصل مرض فالج میں فی الجملہ کمی بیان کی جاتی ہے۔ خدا کرے موجودہ عارضی شکائتیں بھی جلد دفع ہوں اور جواد صاحب کو جلد صحت کلی باری تعالیٰ عطا فرمائے

(۲) بیوہ قاضی علیم الدین مرحوم کے پیر میں چوٹ آگئی ہے جس سے پیر بہت متورم ہوگیا ہے اور چلنے پھرنے میں تکلیف ہوتی ہے خدا کرے پیر جلد ٹھیک ہوجائے اور تکلیف رفع ہو۔

متفرقات ۔ (۱) سُنا گیا ہے کہ سید اقبال حسین علوی خویش مولوی کلیم الدین خان علوی (مولوی محلہ) سنٹرل انڈیا کی ریاست گروائی میں وزیر عدالت مقرر ہوکر گذشتہ مارچ میں گئے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ مبارک فرمائے۔ (۲) قاضی اظہار علی عباسی جو کلکتہ سے برخصت یہاں آئے ہوئے تھے اور لکھنؤ میں قیام تھا معہ متعلقین وغیرہ اور اپنی خالہ صاحبہ و ہمشیرہ کے منصوری گئے تھے واپس ہوئے اور اب کلکتہ اپنے مستقر پر واپس گئے۔

(۳) منشی انوار احمد علوی ایم۔ اے، سکریٹری انجمن اخوان الصفا نے حسب ذیل اطلاع بغرض اشاعت بھیجی ہے۔ بڑے لوگوں کے لئے۔

(۱) ٹینس ۔ سنگلز ۔ ڈبلز ۔ (دونوں میں شریک ہونیوالوں سے ۴؍)
(۲) بیڈمنٹن ۔ سنگلز ۔ ڈبلز ۔ (دونوں میں شریک ہونیوالوں سے ۱۲؍)
(۳) کیرم ۔ سنگلز ۔ ڈبلز ۔ (دونوں میں شریک ہونیوالوں سے ۹؍)
(۴) شطرنج ۔ ۸؍ (۵) برج ۔ ۸؍

بچوں کے لئے :۔ (۱) کیرم ۔ سنگلز ۔ ڈبلز ۔ (دونوں میں شریک ہونیوالوں کے لئے ۳؍) ۔ (۲) کرسی کی دوڑ ۔ ۱؍ ۔ لانگ جمپ ۔ ۱؍ سوگز کی دوڑ ۔ ۱؍ ۔ (دوڑوں اور لانگ جمپ کے لئے ۵ فٹ سے زیادہ قد ہونا چاہئے) مقابلوں میں شرکت کرنیوالے حضرات اپنے نام معہ فیس داخلہ ۲۴؍ مئی ۴۲ء کو ۱۰ بجے دن تک منشی احترام علی صاحب علوی ٹاؤن ہال کاکوری کے پاس بھیجدیں۔ تمام کھیل ۲۵؍ مئی کی صبح سے شروع ہوجائیں گے۔ روزانہ کا پروگرام انجمن کے نوٹس بورڈ پر لگا ہوا ہوگا۔

حادثہ ۔ ۹؍ مئی ۴۲ء کو بمقام لکھنؤ ۸ بجے صبح کو دفعتاً انتقال والدۂ مولوی نظام الدین حیدر (مولوی محلہ) پیش آیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ بالکل اچھی تھیں ۱۱ بجے شب کو اتفاقیہ طور پر کپڑوں میں آگ لگ گئی جس سے تمام بدن متاثر ہوا۔ فوری تدابیر کی گئیں ڈاکٹر بھی آئے اور عطائی کی دوائیں بھی لگائی گئیں جس سے بظاہر کچھ سکون ہوا۔ ڈاکٹر نے قلب کی حالت بھی قابل اطمینان بتلائی۔ انتقال سے کچھ دیر قبل حالت قابل اطمینان تھی ہوش و حواس درست تھے ۸ بجے کے قریب دفعتاً حالت متغیر ہوگئی باتیں کرتے کرتے روح پرواز کرگئی۔ مرحومہ بڑی خوبیوں کی بیوی تھیں اور صوم و صلوٰۃ کی بہت پابند۔ زیادہ تر وقت وظیفہ و وظائف اور تلاوت کلام پاک میں گذرتا تھا۔ مرحومہ نے تقریباً ۸۲ سال کی عمر پائی۔ بظاہر بہت نحیف و کمزور تھیں۔ لیکن قویٰ اچھے تھے اور بینائی میں اسوقت تک کوئی فرق نہ تھا۔ البتہ چند روز سے تلاوت وغیرہ کے وقت عینک استعمال کرلیتی تھیں۔ اپنے خاندان میں سب سے بڑی آپ ہی رہ گئی تھیں۔ بڑی محبت کرنے والی اور شفیق بیوی تھیں۔ رائے صائب

(بسلسلہ متفرقات) مولوی نصیر الدین حیدر علوی (مولوی محلہ) جنکو فوج میں کمیشن ملا تھا زمانہ ٹریننگ ختم کرکے ایبٹ آباد سے دس روز کے لئے وطن آئے تھے

اور مقبول ہوتی تھی۔ اس وقت تک اپنے کپڑے خود سیتی کسی دوسرے کا سلا ہوا کپڑا پسند نہ تھا۔ خوش نصیبی تھی کہ آخر وقت بیٹے۔ بہو۔ پوتے۔ پوتیاں اور پوتوں کے بچے سب موجود تھے۔ ہم کو اس حادثہ میں مولوی نظم الدین حیدر اور مرحومہ کے دیگر اعزہ سے دلی ہمدردی ہے۔ رب العالمین مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ مدارج عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

مرگ مفاجات۔ (۱) ایک ہندو لڑکا جس کی عمر ۱۲ سال بتائی جاتی ہے ۷ مئی کی صبح کو ریل سے کٹ کر مر گیا۔ واقعہ کاکوری ریلوے اسٹیشن کے قریب ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے لڑکا موضع محمود نگر کا رہنے والا تھا اور موضع منڈولی کسی شادی میں شرکت کے لئے جا رہا تھا۔ کہ ریل کی پٹری پر سے گذر رہا تھا کہ ٹرین آگئی جس کی زد سے وہ نہ بچ سکا۔ (۲) سنا گیا ہے ۱۰ مئی سنہ ۴۲ء کو صبح کے وقت موضع ٹکیٹ گنج میں جھابیر پاسی تاڑی اتارتے ہوئے درخت سے گر کر فوت ہوگیا۔

اورنگ آباد (دکن) کی اطلاعات:- (۱) حافظ نصیر احمد علوی منصرمانہ ترقی سے دفتر صوبہ داری میں گئے تھے اپنی اصلی جگہ پیشکاری اوّل تعلقداری، ضلع اورنگ آباد پر واپس آگئے ہیں۔

(۲) سید کرم علی عباسی بی۔ اے کے امتحان سے فراغت کرکے اپنے والدین کے پاس آئے ہیں۔

(۳) منشی نقی علی علوی تعطیلات گرما کے سلسلہ میں ہنگنڈہ سے معہ اپنی والدہ کے اورنگ آباد اعزہ سے ملنے آئے ہیں۔

(۴) میر نذر علی ذرّہ کی چھوٹی صاحبزادی کے چیچک نکلی تھی جس کے ابھی ہونیکی اطلاع درج اخبار ہوچکی ہے اب معلوم ہوا دوبارہ خسرہ پھر نکلی اور زیادہ شدت سے جس سے بچی بہت نڈھال ہوگئی ہے۔ مسلسل دس روز سے شدید بخار آرہا ہے۔ خداوند کریم بچی کو جلد صحیح و تندرست فرمائے۔ (۵) منشی اعجاز حسین علوی اعجاز مرحوم کے ہم زلف مولوی رضا حسین جن کے فالج میں مبتلا ہونے کی خبر ۲ اپریل کی اشاعت میں درج ہوئی تھی معلوم ہوا کہ جانبر نہ ہوسکے اور سفر آخرت اختیار کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہم منشی اعجاز حسین مرحوم کی بیوہ سے رسم تعزیت ادا کرتے ہیں۔ (رپورٹر)

(سلسلہ متفرقات) اطلاع ملی ہے کہ ۲۰ مئی سنہ ۴۲ء کو پنڈت بھگوا دین پوسٹمین نے اپنے سابق شہزادے علیخاں پوسٹمین (جو حال میں مشرف بہ اسلام ہوچکے ہیں) کے اعزاز میں پرتکلف دعوت کی تھی جس میں ڈاکخانہ کے ملازمین کے علاوہ بعض معززین قصبہ نے بھی شرکت کی تھی۔ پنڈت بھگوا دین کی یہ بے تعصبی قابل تعریف ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵ کالم ۲) جب ایران کے بادشاہ نے یہ سنا تو اسے ایران سے جلاوطن کردیا۔ اپنی تمام عمر ازل کے دعووں پر بحث کرتے کرتے بد قسمت فاضل کو ان کے ماننے میں تامل ہونے لگا۔ اور بجائے یہ سمجھنے کے کہ وہ غلطی پر تھا وہ سمجھنے لگا کہ ساری دنیا غلطی پر ہے۔

اس فاضل کا ایک حبشی غلام تھا۔ جو ہر جگہ اس کے ساتھ جاتا تھا جب وہ قہوہ خانہ میں داخل ہوا تو غلام باہر ایک پتھر پر بیٹھ کر دھوپ میں مکھیاں اڑانے لگا۔ فاضل ایرانی نے قہوہ خانہ میں پہونچکر نوکر کو ایک پیالہ افیون لانے کا حکم دیا۔ جسے پی کر اس کے دماغ میں تازگی سی آگئی۔ اور وہ کھلے ہوئے دروازہ کے سامنے بیٹھے ہوئے غلام سے پوچھنے لگا۔ "بد قسمت غلام۔ کیا تیرا بھی خیال ہے کہ ان زمینوں اور آسمانوں کا مالک ایک خدا ہے؟"

"یقیناً"۔ اور یہ کہہ کر اس نے اپنی پیٹی کے نیچے سے لکڑی کی ایک مورت گھسیٹ کر نکالی اور اسے دکھاتے ہوئے بولا "یہ میرا خدا ہے۔ اسنے پیدائش سے لیکر اب تک میری حفاظت کی ہے۔ کیونکہ یہ اس مقدس درخت کی لکڑی سے بنا ہے جسکی تمام افریقہ والے پرستش کرتے ہیں!"

قہوہ خانے کے تمام مہمان فاضل ایرانی کے سوال اور غلام کے جواب پر متحیر رہ گئے۔ ان میں سے ایک شخص جو برہمن تھا غلام کے الفاظ سنکر اسکی طرف متوجہ ہوا اور بولا "بد نصیب احمق! تو سمجھتا ہے کہ تو خدا کو اپنی پیٹی کے نیچے لئے لئے گھوم سکتا ہے؟ خدا صرف ایک ہے اور وہ برہما ہے وہ تمام دنیا سے بھی بڑا ہے۔ کیونکہ اس نے دنیا کو خود بنایا ہے۔ وہ واحد اور قادر ہے۔ اور اسی کی عظمت کے اظہار اور پرستش کے لئے گنگا کے کنارے ہمارا عظیم الشان مندر بنا ہے۔ جہاں برہما کے محبوب بندے برہمن اس کی عبادت کرتے ہیں اور بیس ہزار سال سے ایسا ہی کرتے چلے آئے ہیں۔ دنیا میں اتنی تبدیلیاں ہوگئیں سینکڑوں لڑائیاں ہوئیں مگر ان کی عبادت میں فرق نہیں آیا کیونکہ سچا خدا برہما ان کی حفاظت کرتا ہے!"

برہمن اس لہجے میں بول رہا تھا کہ گویا اس نے ہر شخص کو مغلوب کرلیا ہے کہ ایک یہودی بیچ میں بول اٹھا "سچے خدا کی عبادت گاہ ہرگز ہندوستان میں نہیں ہوسکتی۔ (باقی آئندہ)

باہتمام سید توسل حسین یونائیٹڈ انڈیا برقی پریس، لکھنؤ میں چھپوا کر سید محمد شبیر الدین نے دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ دلال ٹولی کاکوری سے شائع کیا۔